رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

سالانہ قیمت تین روپیہ

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۴	ہفتہ وار ہر روز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے	جلد ۵۵

بہادر خاتون

[illegible]

[illegible]

اقرار کیا جو بعد میں اس سے تنگ ہو کر ... دن وہ بیمار تماشہ گھر میں حاضر کئے گئے تھے۔ ان کے چہروں پر ... دکھائی دیتا تھا بلکہ برعکس اس کے نہایت خوش و خرم نظر آتے تھے۔ ... پرپیتوا اور ایک کنیز ایک جال میں لپیٹی گئیں اور جنہیں پامال کرنے کے لئے ایک جنگلی گائے اُن پر چھوڑی گئی۔ اسی حالت میں پرپیتوا نے اپنے بھائی کو پکار کر کہا کہ اپنے ایمان میں ثابت قدم رہو۔ مصیبتوں کو دیکھ کر نہ گھبراؤ کیونکہ ہم بہت جلد ابدی خوشی اور آرام میں داخل ہونے والے ہیں۔ اس کے بعد تماشہ گاہ سے ادھ موئے باہر بھیجے گئے اور بڑی ایذاؤں کے بعد سب نے جام شہادت نوش کیا۔

میری عزیز بہنو کیا آپ ہماری پرپیتوا کی طرح مسیح کے لئے دکھ سہنے کو تیار ہیں۔

راقمہ (مسز) کے خیر اللہ۔ مبارک آباد

غزل

جناب شفا کے قلم سے

روئینگے احباب کن کن کے لئے ۔ سب یہاں آئے ہیں دو دن کے لئے
جلد پیری آئے ڈھل جائے شباب ۔ ہے دعا خالق سے اس سن کے لئے
اُن کا حصہ ہو گیا فردوس میں ۔ ہو گئے قربان شہ جن کے لئے
فکر عقبےٰ چاہئے اے غافلو ۔ آپ ہیں بے فکر کس دن کے لئے
اُن کا جب سے والا و شیدا ہوا ۔ چرخ نے بدلے ہیں گن گن کے لئے
خواب میں دیدار اُن کا ہو گیا ۔ دل مرا تھا منتظر جن کے لئے
کی بنا حق نے ازل سے اے شفا ۔ قصر جنت پاک باطن کے لئے

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم

براہ مہربانی مندرجہ ذیل چند سطور کو اپنے اخبار میں جگہ دے کر ممنون فرماویں۔

آنریبل سردار جگت سنگھ صاحب وزیر زراعت نے مشن میونسپل ہائی سکول دھاریوال کا ملاحظہ تاریخ ... فرمایا۔ وزیر صاحب بہادر نے سکول ہذا کے سکاؤٹس کے خیر مقدم کو نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور نئے بورڈنگ ہاؤس سے جو کہ بموجب زمانہ حاضرہ کی ضروریات (برقی روشنی۔ کھلی اور صاف ہوا وغیرہ) کو مدنظر رکھ کر تعمیر کیا گیا ہے۔ بہت خوش ہوئے۔ صاحب موصوف نے مبلغ ... طلباء میں شیرینی تقسیم کرنے کے لئے عطا فرمائے۔ مورخہ ... کو مسٹر اے ایم لین سوپرٹ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع ہذا سکول میں تشریف لائے اور معائنہ پر اس درسگاہ۔ اس کی عمارت۔ سامان اور انتظام کے متعلق انہوں نے نہایت ہی اطمینان کا اظہار فرمایا۔ آپ کے ریمارکس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ سکول نہ صرف قصبوں اور دیہات کی ضروریات پوری کرتا ہے بلکہ دھاریوال جیسے چھوٹے قصبہ اور گردونواح کے مواضعات کے لئے ... ہمارے کافی ہے۔ نیز یہ بھی تحریر فرمایا کہ دھاریوال میں دوسرے سکول کی موجودگی جو کہ تھوڑے عرصہ سے قائم کیا گیا ہے مجھ کو مناسب معلوم نہیں ہوتی۔

بشیر الدین ہیڈ ماسٹر ایم ایم مشن ہائی سکول
دھاریوال

مسز عبدالسلام صاحبہ ابدی آرام میں

۵ جنوری بروز بدھ بوقت ۶ بجے شام کے مسز عبدالسلام صاحبہ اپنی دیرینہ بیماری سے چھوٹ کر اپنے آسمانی باپ کے ابدی جلال میں داخل ہوئیں۔ ۶ جنوری بوقت ۴ بجے شام کو ان کی رسم تدفین ہوئی جس میں انبالہ شہر کے سب مسیحی بہن بھائی اور بہت سے غیر مسیحی اصحاب بھی ان کی خوابگاہ کے چاروں طرف حاضر تھے۔

پادری عبدالسلام صاحب کو جدائی سے ۱۴ گھنٹے پہلے معلوم ہو گیا کہ یہ ان کا آخری وقت ہے۔ اور وہ کس طرح سے؟ آخری رات کو ایک بجے مسز عبدالسلام صاحبہ نے پادری صاحب کو جگایا۔ اور کہا کہ جلدی اٹھو۔ دیکھو یہ کون آئے ہیں۔ ان کے واسطے برآمدے میں کرسیاں رکھو۔ پادری صاحب سمجھ گئے کہ حقیقت حال کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہاں تو کوئی نہیں ہے تو کہا کہ "وہ چلے گئے" اور یہ بھی کہا کہ یہ رات کے وقت آئے ہیں اگر دن کو آتے تو اچھا ہوتا۔ اُن کی خواہش کے موافق وہ آسمانی مہمان جو اُن کے استقبال کو آئے تھے رات کو تو چلے گئے۔ مگر دن کو ۳ بجے آکر اُن کو لے گئے۔ پادری صاحب نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ وہ ہوش کی حالت میں ہیں یا نہیں۔ اُن سے پوچھا تم نے دعا مانگی ہے؟ تو کہا ہاں مانگی ہے اور میں بستر پر پڑی پڑی کرتی ہی کیا ہوں سوا دعا مانگتی رہتی ہوں۔

مسز عبدالسلام صاحبہ اپنے پیچھے پانچ بچوں کے علاوہ اپنی مسیحی زندگی کا نمونہ چھوڑ گئیں۔ وہ اپنی زندگی سے یہ سکھا گئیں کہ ایک مسیحی خاتون کو کیسا ہونا چاہئے۔ درحقیقت اُن کی زندگی کئی پہلوؤں سے قابل نمونہ زندگی تھی۔ مثلاً (۱) وہ ایک محنتی جفاکش خاتون تھیں۔ جو گھر کا سارا کام ۲۲ برس محنت و ہمت سے انجام دیتی رہیں (۲) وہ ایک ملنسار خاتون تھیں۔ جو ۲۲ سال کے طویل عرصہ میں اُن کی شاذونادر ہی کسی سے ناراضگی ہوئی ہوگی۔ نہ اہل خاندان سے نہ باہر والوں سے (۳) سب سے بڑی اور ابھری ہوئی خوبی اُن کی زندگی میں یہ ظاہر ہوئی کہ وہ ایک خوش مزاج خاتون تھیں۔ یہ خوبی سخت بیماری میں بھی اُن کے چہرے پر نمایاں رہی۔ اُن کی خوش مزاجی ثابت کرتی ہے کہ مسیحی زندگی خوشی کی زندگی ہے۔

رواجی طور کے موافق وہ گو مر گئیں تاہم زندہ ہیں اور دیر تک زندہ رہیں گی۔ اپنے بچوں میں اور اس اثر میں جو اُن کی زندگی سے اوروں پر ہوا ہے۔

دیکھو صفحہ ۱۱

نور افشاں

مطبوعہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۶ء

ہمارے ہندو آریہ دوستوں کا افسوسناک رویہ

ستیارتھ پرکاش میں پنڈت دیانند جی نے مسیحیت و اسلام کی بابت جو کفر گوئی کی ہے وہ ہمارے دوستوں کے لئے کچھ ایسا قانون خصوصی بخشی ہے کہ آریہ صاحبان اسی کفر گوئی کے ڈنڈے سے مسیحیوں اور مسلموں کو کوٹنا یا پیٹنا اپنا کرم دھرم بنا چکے ہیں۔ شدھی کے طرز عمل نے انہیں اور بھی مسیحیت و اسلام کے خلاف زہر اگلنے پر دلیر بنا دیا ہے۔ سوامی شردھانند کے قتل ہونے کے بعد سے انہوں نے اور بھی اپنی روش کو مسیحیوں اور مسلمانوں کے لئے زیادہ ضرر رساں بنانے کی کوشش کی ہے۔ ابھی تھوڑے دن گذرے ہیں کہ آریہ گزٹ لاہور نے "کنواری کے لڑکا" کے عنوان سے ایک دلشکن مضمون نکالا جس کا ذکر نور افشاں میں ہو چکا ہے۔ دوسرے اخبارات نے خصوصاً پرتاپ اور ملاپ نے کچھ ایسے مضامین نکال دیئے جن سے مسلم پبلک کے احساسات کو سخت صدمہ پہنچا جس پر ۲۳ جنوری کے روز لاہور کی مسلم پبلک نے جلسہ عام کر کے اخبارات مذکور کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ گو ہمیں سوامی شردھانند کے قتل ہونے کا سخت افسوس ہے مگر اس کے ساتھ ہی ہمیں مسلم احساسات کے زخمی ہونے کی وجہ سے ان سے بھی ہمدردی ہے۔

آریہ صاحبان مسیحیت و اسلام کو ایک دوسرے کے دشمن خیال کر کے ہر دو مذاہب کا اور ان کے ماننے والوں کا نہ تو ادب کرتے ہیں نہ ان کے حق حقوق کا خیال رکھتے ہیں۔ اس لئے وہ ان دونوں مذاہب کو اور ان کے ماننے والوں کو غیر آریہ جان کر بذریعہ شدھی نقصان پہنچانے کے در پے ہیں لیکن سناتنی ہندو دھرم کے ساتھ جس کا پنڈت دیانند جی نے دل کھول کر کھنڈن کیا ہے کمال ادب کرتے ہیں ان کے ساتھ شیر و شکر ہیں۔ ان پر شدھی کا عمل نہیں کیا جاتا۔ اس کی وجہ آج تک معلوم نہیں ہو سکی کہ آریہ اور سناتنی دوستوں نے کیوں مسیحیت و اسلام کو ہی اپنے تبر غضب کا نشانہ بنا رکھا ہے!

شاید آریہ دوستوں اور ان کے ہوا خواہوں کو اس بات کا علم نہیں کہ مسیحیت و اسلام میں مسیحیوں اور مسلمانوں میں بھی دینی رشتہ اور تعلق ہے جو آریاؤں اور سناتن دھرمیوں میں ہے۔

مسیحی اور مسلم ایک باپ کی نسل ہیں۔ ان کے مذاہب و عقائد کا سرچشمہ واحد ہے۔ ان کی کتب مذہبی ایک ہیں۔ ان کے انبیاء ایک ہیں۔ ان کا خدا ایک ہے ان میں صرف فروعات کا اختلاف ہے۔ اس وجہ سے جب آریہ دوست کھلم کھلا اسلام کے مقبولات کے خلاف لکھتے ہیں جس سے مسلم پبلک کے جذبات مجروح ہوتے ہیں تو غریب مسیحیوں کے دل بھی زخمی ہوتے ہیں اور جب آریہ دوست مسیحیت کی توہین پر قلم اٹھاتے ہیں تو اس سے نہ صرف مسیحیوں کے ہی جذبات زخمی کئے جاتے ہیں بلکہ واجب التعظیم مسلم پبلک کے جذبات بھی زخمی کئے جاتے ہیں۔ مسیحی تو ظلم کا مقابلہ نہ کرنے کے حکم کے ماتحت صبر کر سکتے ہیں مگر مسلم پبلک ایسے امور میں حساس ہے وہ مسیحیت و اسلام کی توہین آریہ دوستوں کی جانب سے سن نہیں سکتی کہ

جب تک آریہ دوست سناتنیوں سے جدا ہو کر پرچار کرتے تھے تب تک مسلمانوں نے کبھی آریہ دوستوں کی شرارتوں کی طرف اور ستیارتھ پرکاش کی کفر گوئیوں کی طرف توجہ نہیں کی۔ در حالیکہ تب بھی آریہ دوست مسلمانوں اور عیسائیوں اور سناتنیوں وغیرہ کو شدھ کر کے آریہ بنایا کرتے تھے۔ لیکن جب آریہ احباب سناتنیوں کے ساتھ شیر و شکر ہو گئے اور صرف اناڑیوں کو چھوڑ کے عیسائیوں اور مسلموں اور مہتروں اور چماروں وغیرہ کو شدھ کرنے کی ٹھان لی اور سناتنی اس کام میں آریوں کے معاون بن گئے تب سے مسلم پبلک کو ستیارتھ پرکاش اور آریوں کی دیگر تحریرات اور ان کے طرز عمل پر سخت پیچ و تاب ہوئی اور اس امر میں مسلم پبلک ہر طرح سے حق بجانب ہے۔ مسلم پبلک اور مسیحی خیال کرتے ہیں کہ جبکہ آریہ اصحاب سناتنیوں کے ساتھ شیر و شکر ہو چکے ہیں انہیں ستیارتھ پرکاش کی نگاہ سے مسیحیت و اسلام کو دیکھنے کا اصولاً کوئی حق باقی نہیں رہا ہے۔ پنڈت دیانند جی کے معتقد تو اب سناتنیوں اور قوم پرستوں میں خلط ملط ہو چکے ہیں۔ اب تو ان میں اور سناتنیوں میں وہ فاصلہ ہی معدوم ہے جو ستیارتھ پرکاش کے مصنف نے قائم کیا تھا۔ اس وجہ سے مسیحی اور مسلم اس بات کو پسند نہیں کر سکتے کہ ہندو آریہ اصحاب مسیحیت و اسلام کے خلاف نفرت پھیلائیں۔ کیونکہ اب تو آریہ اور سناتنی عملاً ایک ہیں جو مسیحیت و اسلام اور مسیحیوں اور مسلموں کے خلاف شدھی کا پراپیگنڈا عمل میں لا رہے ہیں۔

ہندو آریہ احباب کے طرز عمل نے ہم مسیحیوں کو بھی مجبور کر دیا ہے کہ مسیحی اور مسلم کم از کم ہندو آریہ صاحبان کے مقابلہ میں اپنے جملہ باہمی اختلافوں کو چھوڑ کر ایک ہو جائیں۔ مسیحی اور مسلم ایک دوسرے کے خلاف طرح طرح کو بالکل ترک کریں۔ کیونکہ ہماری باہمی مناظرات کی تحریرات سے ایک تیسری مخالف پارٹی زور پکڑتی ہے وہ ہماری ہی تحریرات کو مسیحیت و اسلام کے خلاف استعمال کر کے مسیحیت و اسلام کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔ لہٰذا ہم مسیحیوں اور مسلموں سے بزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف لکھنا بالکل بند کریں۔ اور جو ہمارے آپس کے اختلافات ہیں ہم انہیں کسی احسن طریق سے سلجھانے کی فکر کریں۔ ہم اپنی باہمی مخالفت و مناظرت سے ہندو آریہ کے ہاتھ مضبوط کرنے سے باز آئیں۔ کیونکہ انہوں نے صرف مسیحیت و اسلام کو ہی اپنا دشمن سمجھا ہے اسی وجہ سے وہ انہیں پاک مذاہب کے ماننے والوں کو شدھی سے مٹانا چاہتے ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ مسیحی اور مسلم احباب ہماری اس درخواست کو

مُردوں کی قیامت کا آغاز

مُردوں کی قیامت کا اعتقاد رکھنے والے زمانہ حال میں زیادہ سے زیادہ تین مذاہب ہیں جو یہودیت مسیحیت و اسلام کے نام سے مشہور ہیں خصوصاً مسیحیت کا اس تعلیم پر زیادہ زور ہے وہ اپنے بانی کی قیامت کے اعتقاد کے ساتھ مُردوں کی قیامت کی حقیقت کو نہایت زور کے ساتھ مانتی آئی ہے۔ لیکن مذاہب مذکورہ کے سوا دیگر مذاہب اس تعلیم کو مضحکہ خیز خیال کرتے آئے ہیں۔ آج ہم قیامت کی صداقت کے آغاز پر کچھ خیالات ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

کلام اللہ میں مُردوں کی قیامت کی بابت نہایت صفائی سے تعلیم آئی ہے۔ اس سے پیشتر کہ ہم مُردوں کی قیامت کے آغاز کا کچھ ذکر کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم کلام اللہ سے مُردوں کی قیامت کی بابت تھوڑا اسناد درج کر دیں تاکہ مُردوں کی قیامت کے آغاز کا دیباچہ بن جائے۔ کلام اللہ میں آیا ہے۔

کیونکہ قیامت میں بیاہ شادی نہ ہوگی بلکہ لوگ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہونگے۔ مگر مُردوں کے جی اُٹھنے کی بابت جو خدا نے تمہیں فرمایا تھا کیا تم نے وہ نہیں پڑھا کہ میں ابرہام کا خدا اور اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں وہ تو مُردوں کا خدا نہیں بلکہ زندوں کا ہے۔ متی ۲۲: ۳۰۔ ۳۲۔ مرقس ۱۲: ۱۸۔ ۲۷۔ لوقا ۲۰: ۲۷۔ ۳۶۔ یسوع نے اُس سے کہا قیامت اور زندگی تو میں ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہیگا اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مریگا۔ یوحنا ۱۱: ۲۵-۲۶۔

کلام الٰہی میں اس قسم کی بہت آیات مذکور ہیں اختصار کی غرض سے انہیں نقل کرنا ترک کیا گیا ہے۔ ان آیات منقولہ میں مُردوں کی قیامت کا اعلان کیا گیا ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ قیامت میں بیاہ شادی نہ ہوگی۔ لوگ فرشتوں کی مثل ہونگے۔ جو کھانے پینے وغیرہ کی حوائج جسمانی سے پاک ہونگے یہ تو بائبل کے بیان کا خلاصہ ہوا۔ اب زمانہ حال کی ایجاد و معلومات میں مردوں کی قیامت کے نظارے پر غور فرمائیے۔

زمانہ قدیم سے لوگ مشاہیر کی تصاویر... بناتے آتے تھے ہاتھ کی تصاویر سے بڑھ چڑھ کر فوٹوگرافی نے تصاویر مہیا کر دیں۔ ان میں ایک عیب یہ تھا کہ تصاویر مردہ رہ گئیں۔ ان میں تکلم اور تحرک کا وصف پیدا نہ ہو سکا۔ مسٹر ایڈیسن نے فونوگراف کے وسیلے سے انسانی کلام کی تصویر اُتار کر مردہ تصویر کے نقص کو دور کرنے کی کوشش فرمائی باقی تحرک کا نقص رہ گیا تھا۔ وہ بھی متحرک تصاویر کی صنعت سے ایک حد تک دور کر دیا گیا تھا۔ لیکن ہنوز کچھ کسر باقی تھی۔ جدت انسانی نے پردے سے فوراً دور کر دیا ہے جسکی مختصر کیفیت حسب ذیل ہے۔

متحرک تصاویر اور فونوگراف کی ایجادوں یا وٹافون کی معلومات نے حیرت انگیز نتائج پیدا کر دیئے ہیں۔ یہ ایجاد متحرک تصاویر کو آوازوں کے ساتھ وصل کرنے والی ہے۔ لوگ اس کرشمہ کو دیکھکر سخت متحیر ہو گئے ہیں۔ وہ تھیٹروں کے مشاغل میں اس کو آخری درجہ دیتے ہیں۔ حال میں نیویارک شہر میں وٹافون کا مظاہرہ وارنر برادرز نے کیا ہے۔ یہ جو کچھ دکھاتا ہے اُسکی تفصیل اس قدر ہے کہ گانے والے کی تصویر پردہ پر نظر آتی ہے اور اُسکی آواز ایسی صفائی سے سنائی دیتی ہے گویا وہ بیچ سامنے بیٹھا گا رہا ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے مقرروں کی تصاویر پردہ پر آتی ہیں اور تقریریں کرتی ہیں۔ ان کی ہر ایک حرکت صاف نظر آتی ہے حتیٰ ایک مشہور آفاق گویوں کا گانا سنا گیا یہ تمام باتیں واقعی سچی ہیں۔ جو مردوں کی قیامت کے آغاز پر مہر صداقت ہیں

اس معلومات انسانی پر سوچ کر وہ کیسے تعجب انگیز ہونگے؟ ان معلومات انسانی کا یہ کھلا نتیجہ ہے کہ اب سے آگے کوئی نوع انسان کے جملہ مشاہیر اور قابل ہستیاں جو کسی نہ کسی اعتبار سے شہرت و ناموری حاصل کیا کرینگی اور جنکو انسانی نسل فراموش کرنا اپنا نقصان عظیم خیال کیا کریگی وہ تمام مشاہیر ہستیاں مر کر بھی زندہ بنی آدم کے درمیان زندہ ہی رہا کرینگی اگر اسے مُردوں کی قیامت خیال نہ کیا جائے تو اس تعجب خیز حقیقت کا دوسرا نام کیا رکھا جا سکتا ہے؟ لوگو۔ مردے سچ مچ زندہ ہونے لگے ہیں اور ابھی ہنوز قیامت کی صداقت پر شبہات کئے جاتے ہیں

اناجیل کا چشمہ

زمانہ قدیم کی یادگاروں کے محققین کی نگاہ میں ایک پہلی صدی عیسوی کا یونانی نسخہ آیا ہے جو جزیرہ اٹلی میں ملا ہے۔ جو اپنے پانے والے کی نظر میں موجودہ چاروں اناجیل کا سرچشمہ خیال کیا گیا ہے۔ اس نسخہ کے ۱۰ صفحے ہیں جن میں سے ۳۰ صفحوں میں مسیح کی زندگی کے حالات کو جامع ہیں۔ یہ نسخہ یروشلم کے یوسف کا لکھا ہوا ہے محققین کا خیال ہے کہ یہ نسخہ ایک معدوم انجیل کے متن کی نقل ہے۔ اب اگر اس نسخہ کے پانے والوں کے اس کی بابت خیالات درست ہوں تو یہ نسخہ مسیحیت کی تاریخ میں اول درجہ کا نسخہ ثابت ہوگا (سی ایم۔ جی گزٹ ۲۲ جنوری ۱۹۲۷ء)

کتب عہد عتیق کی صحت پر ایک محققانہ نظر

ہم علامہ پادری برکت اللہ صاحب کا عالمانہ و محققانہ مضمون ناظرین کرام کے فائدے کے لئے اوراق اخبار کی زینت بناتے ہیں۔ یہ خاص مضمون اخبار کے اس نمبر میں نکلیگا۔ اس مضمون کی قدر و قیمت ہمارے اندازہ سے کہیں زیادہ ہے۔ ہر ایک مسیحی کو اس کی قدر سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ ہمیں قوی امید ہے کہ پادری صاحب اس کی تکمیل میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑینگے۔ مضمون ضرورت زمانہ کے موافق ہے۔ ایڈیٹر۔

اہل یہود کی زبان۔ عبرانی زبان چند دیگر زبانوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ یعنی فنیکی زبان کے ساتھ اور موآبیوں کی زبان کے ساتھ جس کا نمونہ میشا کا کتبہ (سنہ قبل مسیح) ہے (دیکھو سلاطین ۳: ۴ و تواریخ ۲۰ باب) اور اس کنعانی زبان کے ساتھ ہے جو عبرانیوں کے عہد سے پہلے کنعان میں بول چال کی تھی اور جس کا نمونہ تل العمارنہ کی تختیوں (سنہ قبل مسیح) میں ہم کو ملتا ہے۔ بعض علما کا خیال ہے کہ فاتح اسرائیلیوں نے اپنی اوری زبان کو جو عربی سے تعلق رکھتی تھی چھوڑ کر مفتوحین کی زبان اختیار کر لی۔ بہر حال جب فاتحین نے سرزمین کنعان میں سکونت اختیار کی تو ان کی ادبیات عبرانی زبان میں ہی لکھی جاتی تھیں اور عبرانی ہی ان کی روزمرہ بول چال کا وسیلہ تھی۔ لیکن عبرانی قوم کی تاریخ میں ایک وقت ایسا آیا جب ان کی روزمرہ بول چال کا وسیلہ عبرانی نہ رہی اور آرامی زبان نے اس کی جگہ غصب کر لی اور عبرانی صرف ادبیات کے لئے ہی مخصوص ہو گئی۔ ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ کس وقت آرامی زبان نے عبرانی زبان کی جگہ چھین لی۔ لیکن گمان غالب یہ ہے کہ بتدریج ہی ایسا ہوا ہوگا۔ ۲ سلاطین ۱۸: ۲۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یسعیاہ نبی کے وقت (آٹھویں صدی قبل مسیح) اسرائیلی عوام الناس آرامی زبان سے ناآشنا تھے۔ لیکن شاہی اور یہودی خاندان والے بھی سلطنت امور کا استعمال کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نحمیاہ کے زمانہ میں بھی (پانچویں صدی قبل مسیح) اشنا فی یہودیوں کی زبان عبرانی تھی (نحمیاہ ۱۳: ۲۴) لیکن پہلی صدی مسیحی میں اسرائیلی عوام الناس کی زبان آرامی تھی کیونکہ عہد جدید کی کتب میں آرامی فقرے ہم کو ملتے ہیں۔ مثلاً تلیتھا قومی وغیرہ۔ پس عوام الناس نے پانچویں صدی قبل مسیح اور پہلی صدی مسیحی کے درمیان عبرانی زبان کو چھوڑ کر آرامی زبان کو اپنی روزمرہ کی بول چال کا وسیلہ بنایا۔ یہ امر مزید بڑا واضح ہو جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ عہد عتیق کی بعد کی کتب پر آرامی زبان کا اثر موجود ہے اور اس سے پیشتر کے زمانہ میں آرامی الفاظ عبرانی زبان میں اس طرح داخل ہوتے جاتے تھے جس طرح فی زمانہ انگریزی الفاظ اردو زبان میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔

آرامی زبان کے علاوہ اسیریا کی زبان نے ابتدا ہی سے عبرانی کو متاثر کر رکھا تھا۔ سنہ قبل مسیح میں جب اہل کے فاتحین اہل یہود کو اسیر کر کے لے گئے ایرانی زبان نے ان پر اپنا اثر ڈالا۔ سنہ قبل مسیح میں سکندر اعظم کے زمانہ کے بعد یونانی زبان نے اہل یہود اور ان کی زبان کو متاثر کیا اور مسیح سے قبل ایک سو سال جب یہودیہ روم کے ماتحت ہو گیا تو لاطینی زبان نے اہل یہود کے خیالات اور زبان پر اثر ڈالا۔

کتب عہد عتیق کی زبان۔ عہد عتیق کی کتابیں عبرانی زبان میں باستثنا چند اوراق تحریر کی گئی تھیں اور تا حال اسی زبان میں محفوظ ہیں۔ یرمیاہ ۱۰: ۱۱ و دانیال ۲: ۴ تک ۷: ۲۸ - و عزرا ۴: ۸ تا ۶: ۱۸ و ۷: ۱۲ تا ۲۶ آرامی زبان میں ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عہد عتیق کی کتب مقدسہ محرف ہو گئی ہیں یا بجنسہ وہی ہیں جو ان کے مصنفین نے تحریر کی تھیں۔ اس مضمون میں ہم پہلے ان دلائل پر غور کرینگے جو ان کی صحت پر شبہ ڈالتی ہیں۔

عبرانی زبان کے حروف۔ عبرانی زبان کے موجودہ حروف وہ نہیں جو پہلے مروج تھے۔ یہ قدیم حروف فنیکی زبان اور سامری زبان کی مانند تھے۔ ہم کو یہ تمام حروف (سوائے چار حروف کے) مکابی زمانہ کے سکوں پر ملتے ہیں۔ یہ دونوں قسم کے حروف ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مثال کے طور پر حرف یود (ی) موجودہ حروف تہجی میں سب سے چھوٹا ہے۔ اور یہی وہ حرف ہے کہ خداوند مسیح نے متی ۵: ۱۸ میں (جہاں اردو میں اس کا ترجمہ شوشہ کیا گیا ہے) استعمال کیا تھا۔ لیکن قدیم حروف تہجی کے مطابق یہ تقریباً سب سے بڑا حرف تھا۔ جس طرح ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ کنعان میں آرامی زبان نے عبرانی کی جگہ کب غصب کر لی۔ اسی طرح ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ جدید حروف نے قدیم کی جگہ کب لے لی۔ غالباً یہ تبدیلی بتدریج وقوع میں آئی تھی۔ اہل یہود کا قول ہے کہ یہ تبدیلی حضرت عزرا کے زمانہ میں واقع ہوئی تھی۔ غالباً ڈرائیور صاحب کا خیال درست ہے کہ جدید حروف اسی زمانہ میں اختیار کئے گئے تھے۔ جب کہ پہلے ہر جگہ لکھے گئے تھے اور ہر جگہ قدرتی طور پر آرامی طرز پر لکھے گئے تھے۔ اس خیال کے مطابق جدید حروف خداوند مسیح کی مبارک پیدائش سے چند سال پہلے اختیار کئے گئے تھے۔ لیکن سامریوں نے ان جدید حروف کو اختیار نہیں کیا تھا بلکہ وہ یہ فخریہ کہتے ہیں کہ ان کی توراۃ اپنی قدیم حروف میں تا حال موجود ہے۔

عبرانی زبان کی چند خصوصیات۔ عبرانی زبان کی چند خصوصیات ہیں۔ جن کی وجہ سے عبرانی کتب مقدسہ کی صحت پر شبہ پڑ سکتا ہے۔ چنانچہ **پہلی خصوصیت** یہ ہے کہ عبرانی الفاظ بغیر اعراب کے یعنی بغیر کسی زیر زبر پیش وغیرہ لکھے جاتے تھے۔ اور یہ خصوصیت قدیم اور جدید حروف تہجی کی تھی۔ موجودہ کتب مقدسہ میں یہ علامتیں لگا دی گئی ہیں۔ لیکن ان کا رواج چھٹی یا ساتویں صدی مسیحی سے پہلے نہیں تھا کیونکہ مقدس جیروم کی تحریرات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں یہ علامتیں کتب مقدسہ میں موجود نہیں تھیں۔

لیکن یہ علامتیں نویں یا دسویں صدی کے تمام عبرانی نسخوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ ان علامتوں کے ادل بدل سے کتب کی متن کی صحت پر اثر پڑ سکتا ہے۔ یونانی ترجمہ سپٹواجنٹ یعنی (سپٹواجنٹ) میں اسکی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً عبرانی حروف پ س گ ہ سے لفظ پسگہ عبرانی میں پسگہ لکھا ہے۔ لیکن یونانی میں پسگہ ہے (استثنا ۳۴: ۱) اسی طرح پیدایش ۱۵: ۱۱ میں عبرانی الفاظ جس کا ترجمہ اردو میں "انہیں ہانکا" کیا گیا ہے۔ علامتوں کے ادل بدل کی وجہ سے یونانی ترجمہ میں "ان کے ساتھ بیٹھ گیا" ہوگیا۔

ادبی انتظار میں عبرانی الفاظ کی یہ خصوصیت کتب مقدسہ کی صحت پر بہت اثر ڈال سکتی ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ خیال کسی حد تک غلط اور بے بنیاد ثابت ہوجاتا ہے۔ مثال کے طور پر اردو زبان کے الفاظ کو لے لو۔ اردو کی عبارت بالعموم بغیر اعراب یعنی بغیر زیر زبر اور پیش کے لکھی جاتی ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ اردو کے الفاظ کی علامتوں کے ادل بدل سے ان کا مطلب خبط ہوجاتا ہے۔ لیکن کیا کسی اردو خواں کو اردو پڑھتے وقت ان علامتوں کی عدم موجودگی نے کسی طرح کی مشکل میں ڈالا ہے۔ یا اسکو عبارت کے سمجھنے میں کبھی دقت پیش آئی ہے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر کیوں یہ خواہ مخواہ فرض کرلیا جائے کہ عبرانی کتب مقدسہ کے الفاظ پر ان علامتوں کی عدم موجودگی کا اتنا اثر ہوگا کہ ان کی صحت ایک مشکوک امر ہوجائیگا۔

پس جس طرح ہم وثوق کے ساتھ بغیر کسی علامت کے اردو پڑھ سکتے ہیں اور اردو عبارت کی نقل کرسکتے ہیں اور اس کو سمجھ سکتے ہیں اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ وثوق کے ساتھ اہل یہود اپنی عبرانی کتب مقدسہ کو پڑھ اور لکھ سکتے تھے اور بغیر کسی علامت کے ان کا مطلب کما حقہ سمجھ سکتے تھے۔ ہم نے الفاظ "اس سے بھی زیادہ وثوق کے ساتھ" اس واسطے لکھے ہیں کیونکہ اہل پنجاب کی مادری زبان اردو نہیں ہے۔ لیکن اہل یہود کی اصلی زبان عبرانی تھی۔ پس وہ اپنی . . . . مادری زبان کو بخوبی پڑھنے لکھنے سمجھنے اور حتی المقدور صحیح نقل کرنے پر قادر تھے۔

علاوہ ازیں جب ہم اردو کی عبارت پڑھتے ہیں تو علامتوں کی عدم موجودگی میں سیاق و سباق کی وجہ سے ہم مختلف حروف کے حرکات و سکنات کو معلوم کرلیتے ہیں۔ سیاق و سباق ہم کو بتلا دیتا ہے کہ فلاں جگہ پہ فلاں لفظ زبر یا زیر کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔ اسی طرح اہل یہود جب اپنی کتب مقدسہ کی تلاوت اور نقل کرتے تھے تو عبارت کا سیاق و سباق ان کا رہنما ہوتا تھا اور وہ حروف کو غلط حرکت دیئے بغیر الفاظ کو صحت اور درستی کے ساتھ پڑھتے اور نقل کرتے تھے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض اوقات کسی لفظ کی مختلف حرکات ایک ہی سیاق و سباق کے مطابق ہوتی ہیں اور یوں وہ لفظ ذو معنی ہوکر سیاق و سباق کے مطابق ہوجاتا ہے اور یہ معلوم کرنا مشکل ہوجاتا ہے کہ دونوں میں سے کونسا لفظ اس خاص موقع پر چسپاں کرنا چاہئے۔ مثلاً عبرانی حروف م ط ہ جو پیدایش ۴۷: ۳۱ میں مستعمل ہوئے ہیں دو طرح پڑھے جا سکتے ہیں۔ اگر مِطّہ پڑھا جائے تو اس کا مطلب بستر کا سرہانہ ہوگا۔ لیکن اگر مَطّہ پڑھا جائے تو اس کا مطلب عصا ہوگا۔ چنانچہ سپٹواجنٹ کا ترجمہ یہی ہے جسکا اقتباس عبرانیوں کے خط ۱۱: ۲۱ میں کیا گیا ہے۔ اور دونوں معنی ایک ہی عبارت کے سیاق و سباق کے مطابق ہوسکتے ہیں۔ اور یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ کونسی علامتیں درست ہیں۔

سلیم الطبع شخص اس بات کو قبول کرنے کو تیار ہوگا کہ اس قسم کے موقع شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں کہ ایک ہی لفظ مختلف حرکات اور علامات کی وجہ سے ایک ہی عبارت کے سیاق و سباق کے ایسا مطابق ہوسکے اور اس کے مختلف مطالب و معانی ایک ہی سیاق و سباق پر اس طور پر چسپاں ہوسکیں کہ یہ معلوم نہ ہوسکے کہ عبارت کے لحاظ سے سیاق و سباق کس لفظ کے خواہاں ہیں۔ پس کتب عہد عتیق کی صحت پر اس کا اثر کم از کم اتنا نہیں پڑسکتا کہ ان کا مطلب خبط ہوجائے اور وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہوجائیں۔

لیکن جب ایسے شاذ و نادر موقع درپیش ہوتے ہیں تو اس وقت اہل یہود کی روایتی قرات (جس کا مفصل ذکر بعد میں کیا جائیگا) ہماری رہنمائی کرتی ہے اور ہم کو یہ سکھاتی ہے کہ اہل یہود کے ربی اور معلم [illegible] فلاں خاص موقع پر فلاں لفظ کو فلاں فلاں حرکات کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اور یوں ایسے موقعوں پر بھی غلطی کا احتمال جاتا رہتا ہے۔

جیسا ہم بیان کرچکے ہیں عبرانی زبان چند اور زبانوں کے ساتھ ملتی جلتی ہے۔ اور اس خاصیت کے لحاظ سے دوسری زبانوں کے مشابہ ہے مثلاً فینیکی زبان۔ موآبی زبان۔ شامی زبان میں بھی اعراب نہیں برتے۔ یہی حال اس زبان کا ہے جس میں اہل اسلام کی مقدس کتاب لکھی گئی ہے یعنی قدیم عربی زبان۔ عربی زبان میں بھی زیر زبر اور پیش کی علامات تقریباً آٹھویں صدی مسیحی یا عثمانی قرآن کی جمع و ترتیب کے قریباً دو سو سال کے بعد ایجاد کی گئیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اعراب کے اختلافات سے قرآن عربی کے الفاظ کے معنی بالکل بدل سکتے ہیں۔ مثال کے لئے ذیل کی آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) سورۂ بقر کی آیت ۲۲۲ تفسیر حسینی میں یہ لکھا ہے وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ و نزدیک شوید بایشاں یعنی مباشرت مکنید حَتّٰی يَطْهُرْنَ تا وقتیکہ غسل کنند بعد از انقطاع دم و این مذہب امام شافعی است و حفص يَطْهُرْنَ بسکون طا و ضم ہا خواندہ یعنی وقتیکہ پاک شوند و دم منقطع گردد و این قول امام اعظم است کہ چون انقطاع دم بعد از گذشتن اکثر ایام حیض باشد قبل از غسل وطی حلال است۔ ظاہر ہے کہ یہاں دو قراتیں ہیں۔ اول يَطَّهَّرْنَ ۔۔ کہ جب تک بعد انقطاع خون غسل نہ کریں اسوقت تک مرد اپنی بیوی سے متصل نہ ہوں اور یہ مذہب شافعی کا

ہے۔ اور دوسری قرات یطھرن ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط انقطاع خون ضرور ہے اور غسل کی حاجت نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے"۔ (تحریف القرآن صفحہ ۳۲)

(۴) سورہ بقر آیت ۲۶۰ میں آخر جملہ یہ ہے۔ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ بولا (یعنی حضرت ابراہیم بولے) میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس پر بیضاوی یہ لکھتا ہے قولہ وقرا حمزہ والکسائی قال اعلم علی الامر یعنی اور پڑھا حمزہ اور کسائی نے کہا جان تو بطور حکم کے۔ پس فقط حروف کی تبدیلی سے مذکورہ بالا جملہ بجائے ابراہیم کے قول خدا ہو گیا"۔ (تحریف القرآن صفحہ ۴۰)

(۵) سورہ یوسف آیت ۴۵ میں ایک لفظ اُمَّةٍ آیا ہے اور اس کے معنی مدت اور جماعت ہیں اور بیضاوی لکھتا ہے کہ بعض نے اس کی بجائے لفظ اِمَّةٍ پڑھا ہے کہ اس کے معنے نعمت ہیں اور بعض نے اَمَهٍ کہ اس کے معنے نسیان یعنی بھول کے ہیں۔ یہ تین الفاظ بالکلیہ غیر ایک دوسرے کے ہیں اور ان کے معنی بھی مختلف ہیں"۔ (تحریف القرآن صفحہ ۴۲) اور یہ صرف اعراب کی تبدیلی ہے۔ ایسی آیات بیسیوں ہیں۔ لیکن بخوف طوالت ان کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ لیکن کوئی بھی ایسا شخص ان اعراب کے اختلاف کی بنا پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اصلی قرآن کا اصل مطلب غلط ہو گیا ہے اور وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہو گیا ہے۔

عمدہ خضاب

یہ جرمن کا بنا ہوا خضاب ہے جو دو منٹ میں مثل قدرتی رنگ کے بالوں کو سیاہ کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ۱/-
ملنے کا پتہ منشی عبدالغنی خوشنویس اخبار نور افغان پشاور

کوہاٹ اور پشاور کے مابین درہ میں سرحدی آفریدیوں نے دو مسافروں کو لوٹ لیا (رعام)

نور افشاں کے لئے تیر ترمیاہ دیکھئے۔

مہاتما گاندھی کے مذاہب ہند پر قیمتی خیالات

کسی معترض نے سوامی شردھانند جی کے مقتول ہونے پر اسلام کی بابت مہاتما گاندھی کے خیالات معلوم کر کے آپ پر اور اسلام پر چند اعتراض کئے تھے۔ جس میں معترض نے یہ بات ظاہر کرنے کی کوشش فرمائی تھی کہ بدھ دھرم اور عیسائی دھرم اور ہندو دھرم تو شانتی کے دھرم ہیں۔ لیکن اسلام شانتی کا دھرم نہیں ہے پھر آپ کیوں اسلام کی حمایت کرتے ہیں؟ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مہاتما گاندھی نے واقعی اسلام اور دیگر مذاہب کی بابت قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ جس پر پبلک کو غور کرنا چاہئے۔ ایڈیٹر

آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں اسلام کو انہیں معنوں میں شانتی دھرم مانتا ہوں جن میں عیسائی۔ بودھ اور ہندو دھرم کو مانتا ہوں۔ اگرچہ ان سب میں شانتی کے درجوں کا اختلاف ضرور ہے۔ لیکن مقصد سب کا ایک ہی ہے۔ میں قرآن کے احکامات جانتا ہوں جو اس کے خلاف پیش کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن میں اس قسم کے احکامات ویدوں میں بھی ہیں۔ نا مبیروں کے خلاف حکموں کے اور کیا معنی ہیں جن کا اس جگہ میں دوسرا ہی ارتھ ہے۔ مگر ایک وقت ضرور ان کا خوفناک روپ تھا۔ ہم ہندوؤں کا اچھوتوں کے ساتھ سلوک کا اور کیا ارتھ ہے۔ چھا جیو تو پھیلی پر نظریے۔ بات یہ ہے کہ ہم سب کا دکاس ہو رہا ہے ہم نے اپنا خیال ظاہر کر دیا ہے کہ اسلام کے پیرو کی تلوار اور چھری بات بات پر نکلا کرتی ہے۔ لیکن یہ قرآن کی تعلیم کا اثر نہیں ہے میرے خیال میں وہ حالات جن میں اسلام کا جنم ہوا ہے اس کا کارن میں عیسائی مذہب کا اتہاس خون خرابی سے بھرا پڑا ہے۔ مگر اسکی وجہ حسد کی قلت نہیں بلکہ یہ ہے کہ حضرت مسیح کی بلند پایہ تعلیم ہا ہمن حالات میں وجا ہوا۔ وہ اسے گرہن کرنے کے قابل نہ تھے۔ یہ دونوں مذہب عیسائیت اور اسلام نسل کے ہی مذہب ہیں۔ ابھی ان کا ارتقا باقی جا رہا ہے۔ مولویوں کے اس حق کو کہ وہ حضرت محمد کی تعلیموں کا آخری ارتھ لگا سکتے ہیں۔ میں ویسا ہی تسلیم نہیں کرتا جیسے کہ عیسائیوں کے حق کو۔ ان کے معنی تمام آدمیوں کی زندگی سے لگائے جا سکتے ہیں۔ جو خاموشی اور مکمل تیاگ میں اپنی عمر گذارتے ہیں ضروری نہیں کہ بڑے دماغ میں بڑا علم ہو۔ شعور عقل میں کوئی دھرم نہیں ہے۔ دھرم کی جگہ دل ہے۔ ہم ہندو مسلمانوں۔ عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو دھرم کے معنی قرآن سے ورق پر لکھ لئے جائیں ان کو اور کسی طرح نہیں سکھا سکتا۔

ووٹ دینے گئے مارے گئے

پنجاب میں جہاں انتخابات پر کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا جس کے لئے پنجاب کی جماعتیں مستحق مبارکباد ہیں۔ صوبہ بہار سے اطلاع آئی ہے کہ کسی مرلے کے پولنگ سٹیشن پر سخت ہجوم ہیں۔ اشخاص سخت مجروح ہوئے جن میں سے ایک اسی وقت اور ایک تھوڑی دیر بعد ہسپتال میں جا کر مر گیا۔ ووٹ دینے والے جہاں دیگر ہزاروں اشخاص ہو گئے ان مرنے والوں نے ووٹوں کے ساتھ اپنی جانیں بھی قربان کر دیں۔ ہو گئے تھے۔ دالیں دینے۔ جانیں دیگر دیں چت ہو گئے۔ انتخابات کے سلسلہ میں اس سے زیادہ سنگین واقعہ ہندوستان بھر میں نہیں ہوا۔ اور مقام افسوس ہے کہ جس امیدوار کے حامی اس طرح تمام ووٹ دینے گئے تھے وہ بھی کامیاب نہیں ہوئے۔ اس ایک واقعہ سے پتہ چل سکتا ہے کہ ہندوستان میں انتخابات کونسل بھی میدان جنگ سے کم نہیں ہوتے۔ جہاں امیدواران تو پیسہ ساپر لگا کر جنگ کا نظارہ ہی دیکھتے رہتے ہیں اور ووٹروں کی زندگیاں تک تلف ہو جاتی ہیں۔

(رعام)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھئے۔

صلیب کی تحقیر اور مسیحی

ہمیں ایک چٹھی ایک مسلم کی جانب سے براہ بمبئی موصول ہوئی ہے۔ چونکہ اس میں ہم سے مسیح کی مصلوبیت کی شان اور قدر و منزلت دریافت کی گئی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس کا جواب دیں۔ بجواب

اے بھائیو میں تمہیں وہی خوشخبری جتائے دیتا ہوں جو پہلے دے چکا ہوں۔ جسے تم نے قبول بھی کر لیا ہے اور جس پر قائم بھی ہو۔ اسی کے وسیلے تم کو نجات بھی ملتی ہے۔ بشرطیکہ وہ خوشخبری جو میں نے تمہیں دی یاد رکھتے ہو ورنہ تمہارا ایمان لانا بے فائدہ ہوا۔ چنانچہ میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتاب مقدس کے بموجب ہمارے گناہوں کے لئے موا ۔ ۔ ۔ اور ہم یہی منادی کرتے ہیں اور اسی پر تم ایمان بھی لائے ہو (۱ کر ۔ ۱۵ باب)

ہم سے دو سوال

اس چٹھی میں ایک مسلم صاحب جو مسیحیاں بمبئی سے دریافت کرتے ہیں کہ

(۱) کیا مسیحی بھی مسیح کی قربانی کو بمقابلہ قتل سوامی شردھانند خالص مذہبی شہادت نہیں مانتے؟ اور آیا وہ مانتے ہیں کہ مسیح کی قربانی محض راجپال کی شہادت کے ساتھ جھٹکا لیتی ہے؟

(۲) اگر وہ ایسا نہیں مانتے تو انہوں نے ان دلآزار اور اشتعال انگیز فقروں کے متعلق کیا نوٹس لیا ہے؟

بجواب سوال اول

ہم باادب عرض کرتے ہیں کہ مسیحیت کی جان مسیح اور مسیح کی شان اس کی صلیبی موت ہے۔ جسے آریوں نے شہادت کا نام دیا ہے۔ صلیب مسیح کے بغیر مسیحیت کی کچھ بھی قدر و قیمت نہیں رہتی۔ دنیا جہان کے تمام مسیحی اس صلیب یا قربانی کے لئے زندہ ہیں اور اسی کی خاطر جانیں قربان کرنے کو تیار ہیں۔ انجیل میں لکھا ہے کہ

اگر ہم جیتے ہیں تو خداوند کے واسطے جیتے ہیں
اور اگر مرتے ہیں تو خداوند کے واسطے مرتے ہیں
پس ہم جئیں یا مریں خداوند ہی کے ہیں۔ کیونکہ
مسیح اسی لئے مؤا اور زندہ ہوا کہ مردوں اور
زندوں دونوں کا خداوند ہو۔ (رومیوں ۱۴:
۹۔۸)

جبکہ اس نے جان دی اپنی ہمارے لئے
کیوں نہ ہوں گے تیار مرنے کو ہم

پس مسیح کی شہادت تمام دنیا کی مسیحی جماعت کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ جناب پادری ٹھاکر داس صاحب نے آریہ سماج کے جلسہ مذاہب میں یہی کہا تھا کہ مسیحیت کی سب سے بڑی خوبی اگر مسیح کی قربانی صلیبی نہیں تو پھر اور کوئی بھی بڑی خوبی نہیں ہو سکتی۔

مسیح کی قربانی مسیحی ایمان کی بنیاد ہے

پس مسیح کی یہ منادی کی جاتی ہے کہ وہ مردوں میں سے جی اٹھا ۔ ۔ ۔ اور اگر مسیح نہیں جی اٹھا تو تمہارا ایمان بے فائدہ ہے (۱ کر ۔ ۱۵ باب) حاصل کلام یہ شہادت مسیحیوں کے ایمان کی بنیاد اور اصل الاصول ہے اور جب کوئی آریہ اس شہادت کی تحقیر و تذلیل کرتا ہے تو وہ مسیحیوں کے ایمان کی بنیاد پر حملہ کرتا ہے۔

سوال دوم کا جواب

یہ ہے کہ

خدا نے ایک ہی اصل سے آدمیوں کی ہر ایک قوم تمام روئے زمین پر رہنے کے لئے پیدا کی (اعمال ۱۷: ۲۶)

ہم بھی تمہارے ہم طبیعت انسان ہیں (اعمال ۱۴: ۱۵)

حوالجات بالا کے مطابق سب قوموں کی اصل ایک ہی ہے اور مسیحی بھی غیر مسیحیوں کی سی طبیعت اور فطرت رکھتے ہیں۔ اس لئے صلیب کی تحقیر سے ان کے جذبات کو ٹھیس لگتی اور ان کے طبائع مشتعل ہو جاتی ہیں۔ مسیحیوں کی رگوں میں بھی وہی خون اور سینوں میں وہی گوشتین دل ہے۔ جو مسلمانوں اور آریوں کے سینوں میں ہے۔ ہمارے نزدیک مسیح کے وسیلے سے سب چیزیں پیدا ہوئیں۔ اور وہ اور باپ (خدا) ایک ہی ہیں۔ اس لئے مسیح کو سوامی شردھانند وغیرہ بزرگ (بندوں) سے وہی نسبت ہے جو خالق کو مخلوق سے ہے۔ اس لئے اعلیٰ کو ادنیٰ کے سامنے سرنگوں بیان کرنے سے اس اعلیٰ کی بے عزتی ہوتی ہے۔ مسیح کے پیروؤں کی تعداد آریوں کی تعداد سے ہزار چند بڑھ کر ہے۔ اور بلحاظ فطرت انسانی ان سب کے دل مجروح ہو جاتے ہیں۔

بے شک ان دلگداز تحریروں نے مسیحیوں کی دلآزاری کی ہے۔ اور عوام کے جذبات بھڑک اٹھے ہیں۔ چنانچہ آج ہی ہمیں دہلی کے مسٹر ۔ ۔ ۔ ۔ کی جانب سے خط موصول ہوا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ آپ اخبار ۲۲ جنوری کو غور سے دیکھیں اس میں ایک مضمون بعنوان حضرت عیسیٰ ہند میں شائع ہوا ہے۔ میرے بدن کو اس نے آگ لگا رکھی ہے۔ اس قسم کی آخر شکایتیں وہ جو دوسروں نے چھاپ اور آخر آریہ اخباروں میں اس قسم کے دلخراش اور اشتعال انگیز مضامین کے متعلق سنی گئی ہیں۔ لیکن شاید آریہ سماجی دوست مسیحیوں کی خاموشی کے معنی نہیں سمجھتے۔ مسیح کی قربانی کی اس قدر تحقیر و تضحیک ہوتے دیکھ کر ہر مسیحی کا دل آزردہ اور اس کے جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں۔ مگر ان کے انسانی جذبات کو ان کے خداوند مسیح کے ایک فرمان نے روک رکھا ہے ورنہ وہ احتجاجی جلسے کرتے اور سرکار کی خدمت میں فریاد کرتے لیکن ایسا کرنا ان کے دین کے خلاف ہے۔ مسیح فرماتا ہے کہ

تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا
کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے

ہے دانت۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا (متی ۵: ۳۹) اگلوں سے کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھو اور اپنے دشمنوں سے عداوت لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو۔ (متی ۵: ۴۳-۴۴) جو تم سے عداوت رکھیں ان کا بھلا کرو۔ جو تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو۔ جو تمہاری بے عزتی کریں ان کے لئے دعا مانگو۔ (لوقا)

دلآزاری کا اثر اور مسیحی تعلیم

جب قسم قسم کی دلآزار تحریروں سے مسیحیوں کے دل زخمی ہو جاتے ہیں تو انسانی طبیعت اس بات کی عادی ہے کہ غصہ آجائے۔ لیکن انجیل میں حکم ہے کہ

غصہ تو کرو لیکن بدی نہ کرو

اس حکم کی تعمیل میں مسیحی اشتعال و غصہ پر غالب آتا اور خدا سے مدد کی خاموشی میں دعا کرتا ہے۔ مقابلہ کرنا اور شرارت مچانا مسیحیوں کا کام نہیں۔ آریوں کے سالانہ جلسہ میں پنڈت رامچندر جی نے شدید تقریر کی جس میں مسیح اور مسیحیوں کے خدا کی جس قدر بے عزتی کی ہے کوئی ایسا مسیحی ہے جس کے تن بدن میں آگ نہ لگ جاتی ہو۔ لیکن ہر خادم مسیح کے ہر درد ستم کو صبر سے برداشت کرنا مسیحیوں کا لائحہ عمل ہو چکا ہے۔

ستم ستم سہے کہ میں رسا گر بجا کیا ضبط کوئی
کہ لب پہ جان تو آئی مگر شکوہ نہیں کیا

آریوں سے ہمارا خطاب

آریہ دوستو۔ سنو۔ جب پنڈت دیانند جی کی زندگی کی نسبت کوئی مضمون یا کتاب شائع ہوتی ہے تو تم رونا چلانا اور سرکار سے اس کی ضبطی کی درخواست کرنے کے لئے فریاد کرنا شروع کر دیتے ہو تو کیا تم نہیں سمجھتے کہ مسیحیوں کا تو مذہب ہی مسیح ہے۔ پھر مسیح کو شردھانند سے کمتر اور بیراگی کے سامنے سرنگوں کہنے سے مسیحیوں کی کیوں دلآزاری نہ ہوگی۔ شردھانند اور دیانند کیا۔ جس طرح مسیح کے بغیر مسیحیت نہیں اسی طرح پنڈت دیانند کے بغیر بھی آریہ دھرم نہیں۔ تم بانی آریہ سماج کی زندگی کے متعلق خود چاہتے ہو تو مسیحی مسیح کی ہتک کرنے پر تمہارے خلاف کیوں واویلا نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے

پھر سنو۔ شدھی کے اصطلاحی معنی میں پھر آریہ بنانا گو آریہ بنانا و بنانا۔ ۹ جنوری کو لاہور میں سوامی شردھانند کی شہادت کے نام سے جو تمہارا جلسہ ہوا اور اس میں دس لاکھ روپیہ شدھی کے لئے جمع کرنے کی جو اپیل کی گئی اس جلسہ میں ہمارے مسیحی بھائیوں کو مسیح سے باغی اور مرتد کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ لیکن پھر بھی پنجاب کرسچن کانفرنس کے پریزیڈنٹ جناب مسٹر کے۔ ایل۔ رلیارام صاحب شامل ہوئے۔ اور تقریر بھی کی۔ نہ اس لئے کہ ان کو شدھی کی تحریک سے ہمدردی تھی۔ بلکہ صرف اس لئے کہ مذہبی آزادی اور رواداری کی تعلیم مسیحی مذہب میں ہے۔ دیکھو تو یہ کس قدر بہت اعلیٰ اور حق رواداری کی مثال ہے۔ لیکن تم ہو کہ اس کے بالمقابل ۱۲ جنوری کے پرتاپ میں مسیح کی صلیب کی بے عزتی کرتے ہو۔ تمہارے مذہب کی تعلیم تمہاری راہنما ہے۔ اور ہماری راہنمائی ہمارا مذہب کرتا ہے۔ اور دونوں مذہب اور دونوں میں کس قدر اختلاف عظیم ہے۔

تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

پھر ذرا سوچو کہ تم ہر روز اس انجیل رسول کا مضحکہ اڑایا کرتے تھے کہ

"اگر کوئی تمہارے داہنے گال پر طمانچہ مارے
تو بایاں بھی اس کی طرف پھیر دے"

اب جبکہ تم نے امتحان کر کے آزمایا کہ جب تم مسیح کی بے عزتی کرتے اور آپ کے شردھانند سے گھٹیا اور بیراگی کے سامنے سرنگوں شدہ بیان کرتے ہو اور مسیحی صبر کے ساتھ تمہاری اس دلآزاری کو برداشت کر کے بالکل خاموش رہتے ہیں اور شور نہیں مچاتے تو خود ہی فیصلہ کرو یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے کہ اس تعلیم پر کوئی عمل پیرا نہیں ہو سکتا (آپ کی)

موجودہ کشمکش اور کرسچن کانفرنس

اب جبکہ سیاسی اختلافات کے باعث مذہبی جنگ و جدال زوروں پر ہے مسیحیوں کو چاہئے کہ کسی فریق کی اس کشمکش میں ہرگز شامل نہ ہوں جس میں وہ فریق مخالف کے خلاف کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ مثلاً سوامی شردھانند جی اور مفتی محبوب علی کے قتل پر دونوں قومیں ایک دوسری سے لڑ جھگڑ رہی ہیں مسیحیوں کو بالکل غیر جانبدار رہکر مسیحی طبیعت کو ظاہر کرنا اور جہاں تک ہو سکے نہایت بااثر ہو کر سب قوموں میں میل ملاپ کی کوشش کرنی چاہئے اور شدھی کے متعلق جاری شدہ جھگڑے میں جب مسیحیت کے خلاف اشتعال انگیز تحریریں شائع ہوں یا تقریریں کی جائیں تو پورے صبر و تحمل کے ساتھ پر امن اور خاموش رہنے کی ضرورت ہے۔ ہم تجویز کرتے ہیں کہ اس سال کرسچن کانفرنس میں حسب ذیل ریزولیوشن پاس کئے جائیں۔

(۱) مسیح نے کہا ہے کہ غصہ تو کرو مگر بدی نہ کرو۔ اس لئے جب اخبارات و تقریرات میں لوگ مسیح یا مسیحیت کے خلاف بدزبانی کر کے مسیحیوں کی دلآزاری کرتے ہیں مثلاً جیسا کہ پرتاپ ۹ جنوری ۱۹۲۷ء نے کیا ہے تو مسیحیوں کو نہایت صبر سے خاموش رہکر سب کچھ برداشت کرنا چاہئے۔

(۲) ایک خاص دن مقرر کیا جائے جس میں کہ تمام ہندوستان کے مسیحی خدا سے دعا کریں کہ ہندو و مسلم اقوام کے دل مل جائیں اور یہ باہمی تنازعات اور مناقشات جلد جلد ختم ہو کر تمام ملک میں صلح اور امن و چین قائم ہو جائے۔

(۳) کوئی مسیحی ہندو و مسلمانوں کی ان کوششوں اور جلسوں میں شامل نہ ہوں جن میں فریق مخالف کے خلاف کچھ بولا یا کیا جائے۔

(۴) مسیحی تبلیغ کو پہلے سے زیادہ زور شور سے جاری کیا جائے کیونکہ سوائے مسیحی ہو جانے کے ہندو مسلم تنازعات ختم نہیں ہو سکتے۔

(۵) اس کے متعلق ایک چھوٹا سا ٹریکٹ عام طور پر مسیحیوں میں مفت تقسیم کیا جائے۔

ایک مسیحی

اشتہار

میرا لڑکا بنام فیض اللہ ولد منشی سعید ولی عمر ۱۲ سال عرصہ چار ماہ سے گم ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار عرض کرتا ہوں کہ جس صاحب کو یا کسی طرح سے اس کا پتہ ملے یا تو اپنے نزدیک کے تھانہ میں یا بندہ کو خبر دیویں۔ نہایت مشکور ہونگا۔ اس کا حلیہ حسب ذیل ہے۔

رنگ گورا۔ بدن چھریرا۔ چہرہ چوڑا۔ گردن پتلی۔ آنکھیں کالی۔ ناک اونچا۔ ایک پنڈلی پر زخم کا نشان۔ قد میانہ۔ چہارم جماعت تک تعلیم ہے۔ تھوڑا [illegible] کا کام جانتا ہے۔

پتہ

منشی سعید ولی ساکن بوبک چک نمبر ۳۶ ڈاکخانہ مہدی آباد ضلع لائلپور۔ یا پادری اے ڈنگور بتھ صاحب انچارج مشنری سی۔ ایم ایس گوجرہ ضلع لائلپور کو خبر دی جائے۔

مقدمہ رنگیلا رسول

مقدمہ رنگیلا رسول میں مسٹر فیلپس مجسٹریٹ لاہور نے مہاشہ راجپال کو ڈیڑھ سال قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دیدی۔ اس فیصلہ کے خلاف اپیل کی جائیگی۔ مہاشہ راجپال ضمانت پر رہا ہیں۔ (عام)

پولینڈ پارلیمنٹ کے تین ممبروں کو حکومت کے خلاف سازش کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ (عام)

لنڈن۔ ۲۰ جنوری۔ ٹائمز کا نامہ نگار برلن سے راوی ہے کہ آسٹریا کی ایک کمپنی نے جرمنی کے وائرلیس کے محکمہ وائرلیس اور جرمنی اور آسٹریا کے محکمہ ڈاک کے ساتھ مل کر تحریر اور تصویروں کے وائرلیس سے ذریعہ تصویر کھینچنے کے تجربے بڑی کامیابی کے ساتھ کئے ہیں۔ ۱۵ فروری سے برلن اور ویانا کے مابین یہ سروس تجربہ کے طور پر جاری کی جائیگی مگر پرائیویٹ طور پر تجربے اس قدر کامیاب ہوئے ہیں کہ یہ تجربہ زیادہ دیر تک نہ کرنا پڑیگا اور ماہ مارچ کے خاتمہ سے پہلے پبلک کے لئے سروس کھولدی جائیگی۔

اس طریقہ کا اہم ترین پہلو یہ ہے کہ کسی تصویر کو چھاپنے کے بغیر ہی کھینچنے کے لئے سلنڈر پر چڑھا دیا جاتا ہے۔ اور روشنی کے ذریعہ سیل ذرکسن فوٹو سیل کے ایک لیمپ کے ذریعہ جو روشنی کو بجلی میں تبدیل کر دیتا ہے تصویر دوسری جگہ پہنچ جاتی ہے۔ یہ ڈاکٹر شرودر کی ایجاد ہے جو سیل ذرکسن ریسرچ برانچ کے انچارج ہے۔

(بندے ماترم)

یورپ میں طلاق کے واقعات اب اس کثرت سے پیش آ رہے ہیں کہ آرچ بشپ آف کنٹربری تک کو افسوس ہے۔ یورپ کی آبادی اس وقت ۳۰ کروڑ ۸۰ لاکھ کے قریب ہے لیکن حساب لگایا گیا ہے کہ پچھلے ۲۰ سالوں میں ۳ لاکھ سے زائد مقدمے طلاق کے دائر ہو چکے ہیں۔ اضلاع متحدہ امریکہ کی حالت سب سے زیادہ تعجب خیز ہے۔ باشندوں کی ۹ کروڑ کل تعداد ہے لیکن انہیں ۲۰ برس کے اندر طلاق کے ۶ لاکھ واقعات پیش آ چکے ہیں۔

(عام)

کلکتہ میں جادو سردار ایک مشہور ڈاکو گرفتار کیا گیا ہے۔ جس پر ایک سو ڈاکے ڈالنے کا الزام ہے۔ عدالت نے اسے صرف ۷ سال قید سخت کی سزا دی۔

اشتہار کتب

میں کیوں مسیحی ہو گیا جس میں پادری سلطان محمد خان صاحب نے ترک اسلام اور قبول مسیحیت کی وجوہ نہایت عالمانہ مگر سادہ پیرایہ میں بیان کی ہیں۔ نجات کا موضوع بہت ہی دلچسپ ہے صفحہ ۲۴۸ - ۲۔۰

ڈاکٹر کالیچرن چیٹرجی کیوں مسیحی ہو گئے | اہل ہنود میں تقسیم کرنے کے لئے مفید رسالہ صفحہ ۱۶ - ۶ پائی

ایک عجیب پیشنگوئی۔ مسیحیت کے دنیا پر غلبے کی تفصیل کا بیان مع اعداد و شمار صفحہ ۲۰ - ۹ پائی

مسیح کے ایلچی۔ مسیحی خوشخبری کے سنانے۔ وعظ تیار کرنے کے متعلق واعظین کا مددگار [illegible]

اوراد سیرت المسیح۔ مسیح کی سیرت و زندگی پر چند اسباق۔ مصنفہ مس ولسن صاحبہ صفحہ ۷۶ - ۳ آنہ

القرآن۔ قرآن کی صحیح ترتیب کے تاریخی حالات از کینن سیل صاحب صفحہ ۴۴ - ۴

اثبات ناطق۔ انجیل کی صداقت اور مسیح کی شخصیت کے متعلق لاجواب دلیلیں صفحہ ۴۶ - ۱

آسٹریلیا کا احوال۔ معہ رنگین تصویروں کے کئی رنگوں کی تصویریں بہت بڑے سائز کی شامل ہیں۔ بچوں کو تحفہ کے طور پر دینے کی چیز ہے صرف ۲ جلدیں باقی ہیں ۵ - ۸

آرام کا دن۔ اتوار کے دن کی نسبت تاریخی حالات و واقعات اور قوانین صفحہ ۴ - ۳ پائی

آئینہ دل۔ دل کی حالت جو شیطان کے اور روح القدس کے ماتحت ہونے سے ہوتی ہے اس کا باتصویر بیان صفحہ ۷ - ۳

المغیثہ۔ ایک لڑکی کا بیان جسکی چند جلدیں رہ گئی ہیں صفحہ ۴۳ - ۳ پائی

المشتہر

سکریٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

اس مسرعا نکاح کے دوران میں پادری عبد السلام صاحب کے صبر و اطمینان کا اظہار بھی قابل انعام نہ ہوگا۔ پادری صاحب بجائے مسیحی بہن بھائیوں سے تسلی کی باتیں سننے کے جو اسی غرض سے فراہم ہوئے تھے۔ اُلٹا مسیحیوں کو تسلی اور اطمینان کی تعلیم دیتے رہے۔ پادری صاحب نے جو کچھ اس روز فرمایا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ یہ جدائی کسی انسان کا کام نہیں ہے جس میں نادانی جلد بازی۔ بے انصافی اور بے رحمی کا احتمال ہو سکتا ہے۔ مگر یہ کام خدا باپ کا ہے جو محبت کا بے کنار سمندر۔ اور بے حد دانا ہے۔ جس کے کسی کام میں نادانی کا۔ جلد بازی کا۔ بے جا دوری و بے انصافی کا ذرہ بھر بھی امکان نہیں ہو سکتا۔ اور جس کا کوئی کام بے وقت اور بے موقع نہیں ہوتا۔ اور جو کچھ وہ کرتا ہے اپنے پیارے فرزندوں کی بھلائی کے لئے کرتا ہے۔ اُس کے آج کے اس کام میں بھی ہماری بھلائی شامل ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم میں اتنی سمجھ نہیں ہے کہ اس کے تمام کاموں میں اچھی بھلائی معلوم کر سکیں۔ جب ہم جسمانی ماں باپ کوئی کام اپنے بچوں کی بُرائی میں نہیں کرتے۔ تو وہ آسمانی باپ کس طرح کوئی کام کریگا جو اُس کے بچوں کے لئے تکلیف و نقصان کا باعث ہو۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ خدا باپ پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔

بندہ خاطر۔ جان وکٹر ہولاسی طالب علم جماعت ہم نشین ای سکول۔ اتار شہر

غزل

از قلم ایم۔ آر۔ جیمس صابر ایڈیٹر

عجب اک معجزہ عالم میں مچا دی ہے مسیحیت نے
کہ سیدھی راہ جنت کی دکھا دی ہے مسیحیت نے

مجھے سب کچھ عطا اس سے ہوا اور زندگانی بھی
حیات جاودانی بھی دلا دی ہے مسیحیت نے

بنا لی ناخدا اپنا تھا اس بحر طوفانی میں
مری اٹکی ہوئی کشتی چلا دی ہے مسیحیت نے

بہا کر خون بیٹے نے کیا ہے پاک مجھکو۔ اور
میرے دل سے بطالت سب مٹا دی ہے مسیحیت نے

بچا کر نار دوزخ سے مجھے میرے مسیحا نے
لعیں کے آگ خرمن میں لگا دی ہے مسیحیت نے

دیا بیجا کبھی قتل مسیحیوں پہ لعیں ہرگز
کہ بیڑی پا شیطاں میں پہنا دی ہے مسیحیت نے

پڑا آزار میں تھا مردہ سا جینے کی بھی حالت تھی
گناہوں سے میرے آکر شفا دی ہے مسیحیت نے

جہاں میں مسیحیت اس جگہ پر نور جب چمکا
وہ آکر بت کو بھی تو جلا دی ہے مسیحیت نے

نہیں معلوم کچھ وصف مسیحیت میں چھپا کیا ہے
قدم ہر قوم کی آکر بڑھا دی ہے مسیحیت نے

کرشمہ دیکھئے طرفہ کہ اک باشمشیر بکری کو
بہ لعنت پانی پینے کی چکھا دی ہے مسیحیت نے

مسیحیوں کے واسطے وا ہے دلیری کہ مل جیں
بھائی ساری قوموں کی شادی ہے مسیحیت نے

ڈر ابلیس سے خاص رہا نہ کچھ خطر اس کا
کہ جڑ اب تو شیاطین کی ہلا دی ہے مسیحیت نے

بجا دو ڈنکا عالم میں میرے پیارے مسیحیو
خبر انجیل کی آکر سنا دی ہے مسیحیت نے

مسیح پر لایا ہے ایماں تو ہوگا سرخرو بھی
تیری توقیر اے صابر بڑھا دی ہے مسیحیت نے

عید میلاد مسیح علیہ السلام پر گل کا استقبال

ہمیں افسوس ہے کہ مسٹر نیوٹن گل صاحب نے وکیل صاحب کی تجویز کا مطلب ہی نہیں سمجھا۔ وکیل صاحب کا ہرگز یہ مطلب نہیں جو آپ اپنے بیان میں ادا کرتے ہیں۔ پر چونکہ آپ کا بیان وکیل صاحب کے بیان پر ایک رائے کا اظہار ہے۔ اس لئے اسے ہم درج اخبار کرتے ہیں ہمیں امید ہے کہ وکیل صاحب کی معقول تجویز پر دیگر مسیحی اہل الرائے اپنے خیالات کا اظہار فرما کر ممنون فرمائینگے۔ ایڈیٹر

مطبوعہ ۱۴ جنوری سن حال کے نور افشاں میں مندرجہ بالا مضمون جناب نظیر احمد صاحب رضوی وکیل سیتاپور کی طرف سے شائع ہوا ہے جس میں کہ اسلام اور مسیحیوں میں یگانگت اور اتحاد اور تبادلہ خیالات کے واسطے آپ تجویز اور رائے پیش کرتے ہیں۔ چونکہ ۲۵ دسمبر مسیحیوں میں حضرت مسیح کی عید ولادت منائی جاتی ہے۔ لہٰذا آپ صاحبان اس موقع پر مسلمانوں کو مدعو کیا کریں اور مصافحہ کی رسم بجا لایا کریں۔ مگر کسی وعظ یا مذہبی تقریر کو دخل نہ دیا جائے وغیرہ۔

وکیل صاحب کی تجویز تو بہت عمدہ ہے۔ مگر خیال اور پیدا ہوتا ہے کہ مسیحی جلسوں میں مسیحی خاتونیں بھی شریک اور حاضر ہوتی ہیں تو ذرا یہ کہ کیا مسلمان خاتونیں بھی شریک ہونگی؟ اگر یہ ناممکن ہے تو آپ کی تجویز مسیحیوں کے نزدیک قابل اور مقبول نہ ٹھہریگی۔

دیگر عرض یہ ہے۔ آپنے اس تجویز کے دوران بیان میں کئی باتیں ایسی تو فرمائی ہیں جن سے مسیحیت اور اسلام میں تفریق اور اصولی تفریق کا مادہ اور خیال ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً بقول مسیحی حضرت جناب مسیح کو دار پر کھینچا گیا اور بقول اہل اسلام مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے بحوالت کی ابتدا آپ سے شروع سے نہیں ہوئی بلکہ اس وقت سے جب آپ شکم مادر میں تھے۔ وغیرہ۔ اگر غور کیا جائے تو ان خیالات سے وکیل صاحب کی تجویز کچھ وقعت دار اور مفید نہیں ٹھہرتی بلکہ قبول ہوگی۔ حضور کو پیشتر فکر دل نہ تھکا۔ زیادہ والسلام۔

حقیر۔ ایم۔ سی۔ نیوٹن گل۔

ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ سو سو روپیہ کے نئے کرنسی نوٹ عنقریب جاری ہونے والے ہیں انکی نقل آسان نہ ہوگی۔ یہ نوٹ بالفعل بمقام ناسک جاری کئے جائینگے۔ بعد ازاں دیگر کرنسی آفسوں میں پہنچے

ضرورت

ڈفرن ہاسپٹل کوئٹہ (بلوچستان) کے لئے ایک ہندوستانی نرس کی ضرورت ہے جو پورے طور سے ٹرینڈ (تربیت یافتہ) ہو۔ چاہئے کام کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہو تنخواہ [illegible] روپیہ سے [illegible] روپیہ ماہوار حسب لیاقت دیجائیگی اور رہائشگاہ مفت ملیگی۔

ایک خاتون کمپونڈر کی بھی ضرورت ہے۔ میٹرنٹی ٹرینڈ (تربیت یافتہ) کو ترجیح دیجائیگی۔ مفت مکان کے ساتھ تنخواہ [illegible] روپیہ سے [illegible] روپیہ ماہوار ملیگی۔ یونیفارم اور قلی ہو مفت ملیگا۔

ایک بڈوائف نرس کی بھی ضرورت ہے جو کوئٹہ چھاؤنی کے رفاہ عام کے کام کی ذمہ دار ہوگی۔ تنخواہ [illegible] روپیہ پانچ روپیہ الاؤنس کے ساتھ ملیگی۔

امیدوار نرسوں کی بھی ضرورت ہے جو سولہ برس کی عمر سے زیادہ کی ہوں۔ انہیں رہائشگاہ۔ خوراک۔ یونیفارم (لباس) اور قلی مفت ملیگی۔ اور سات روپیہ ماہوار تنخواہ ملیگی۔

ایک اور نرس کمپونڈر کی ضرورت ہے جو بلوچستان کے ایک چھوٹے ہسپتال میں کام کریگی تنخواہ [illegible] روپیہ ماہوار ملیگی۔

جملہ امیدواروں کو چاہئے کہ وہ اپنی اپنی درخواستیں کے ساتھ نقول اسناد کرمی میڈیکل افسر کوئٹہ بلوچستان کے نام پر روانہ فرمائیں۔ المشتہر جی۔ سی۔ این۔ ہیگرو ڈبلیو۔ ایم۔ ایس۔ ایم۔ او۔

اشتہار

موالیوالہ ضلع گوجرانوالہ سے ۷ میل جنوب اور سٹیشن امین آباد سے تین میل مغرب میں واقع ہے۔ ہم کو پچاس گھروں کی ضرورت ہے۔ سال اول میں جو مزارعہ کی پیداوار ہوگی وہ تین حصوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک حصہ مالک لیگا اور دو حصے مزارعہ کو دیئے جاوینگے۔ اور مزارعہ کے دونوں حصوں سے دو سیر فی من خرچ لیا جاویگا۔

پتہ۔ ڈوانیل گجرات

بریلی تھیولاجیکل سمنری میں مسیحی مشاعرہ

ناظرین آگاہ ہیں کہ بریلی تھیولاجیکل سمنری میں بتاریخ ۱۵ ۔ مارچ ۱۹۲۶ء کو بروز منگل ایک خاص مسیحی مشاعرہ منعقد ہوگا۔ یہ مشاعرہ اسی پایہ کا ہوگا جو ۲۳ ۔ نومبر ۱۹۲۵ء میں جناب ڈپٹی کلکٹر چارلس صاحب اور اُن کی اہلیہ صاحبہ اور ہمارے ہر دلعزیز بزرگ بے دیوا داس صاحب کی سعی و کوشش سے ایک کامیاب مشاعرہ ہوا تھا۔ اب بھی امید واثق ہے کہ صاحبان مذکور کی امداد و قدر دانی سے یہ مشاعرہ بھی اعلےٰ پایہ کا ہوگا۔

مصرع طرح

جس نے دیکھا تجھے دیدار خدا کا دیکھا

قافیہ۔ خدا۔ بقا۔ ردیف۔ کا دیکھا

دیگر۔ آپکی مصلوبیت ہے روز محشر کا جواب

قافیہ۔ محشر۔ دلبر۔ ردیف۔ کا جواب

شرائط (۱) کلام میں خیالات بائبل اور مسیحی تجربات کے پائے جائیں۔

(۲) ہر مسیحی خاتون جنکو شعر و سخن کا مذاق ہے۔ شریک مشاعرہ ہوسکتی ہے۔

(۳) شریک مشاعرہ ہونے کا حق صرف مسیحی شعرا کو ہے۔

(۴) غزل میں پندرہ اشعار سے زیادہ نہ ہوں اور ہر دو مصرع پر ایک ایک غزل کہہ سکتے ہیں۔

(۵) جو شعرا باہر سے تشریف فرما ہونگے۔ اُن کی رہائش و خورد و نوش کا کافی انتظام کیا جائیگا۔ شعرا کے تشریف فرما ہونے کی آسانی کے خیال سے مشاعرہ کی تاریخ بڑا کرسمس سے ایک دن پیشتر رکھی ہے۔ اُن صاحبان سے درخواست ہے کہ اپنی آمد کی تاریخ ۱۰ ۔ مارچ ۱۹۲۶ء تک تحریر فرمائیں تاکہ انتظام میں سہولت ہو جائے

(۶) جو شعرا کسی وجہ سے حاضر نہ ہوسکیں وہ اپنا تحریری کلام ۱۰ ۔ مارچ ۱۹۲۶ء تک ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں

پروفیسر ایچ۔ ایس۔ پیٹرس صاحب مہتمم مشاعرہ تھیولاجیکل سمنری۔ بریلی۔

سکریٹری مشاعرہ۔ برجلال سنگھ ساہل مینبو مدی

وارد حال تھیولاجیکل سمنری۔ بریلی

ینگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصے سے جاری ہے جس نے ابتدائی تعلیم کرانے اور سکول بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ دو چار خواتین اسکی مددگار ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ تعلیم خرچ خوراک ریڈ پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ سکول کی فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات [illegible] فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بوجہ نئے انتظام چالیس اُمیدوار مزید طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں [illegible] سے [illegible] تک کے لڑکوں کو وظیفہ [illegible] سے [illegible] تک۔ مزید حالات پرنسپل و سٹیڈ [illegible] سکول بذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر پرانا ہو یا نیا۔ مجرب دوا ہے۔ [illegible] دوا جو خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت [illegible]

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں نہایت مجرب دوا ہے۔ خواہ کیسی ہی کمزوری ہو۔ قیمت فی شیشی [illegible]

(۳) اس کے استعمال سے [illegible] پہلے ہی دن رک جاتا ہے ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی [illegible] محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

محمد اکبر۔ ای۔ ایم۔ او سیٹھا

خورجہ۔ ضلع لدھیانہ شہر

پادری [illegible] صاحب ایم۔ اے۔ منیجر نور افشاں میرس روڈ لاہور کے لئے پنجاب پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔